"برہان" کی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر محمد احمد کا ایک مضمون "مثنوی رومی میں بے جا تصرفات" کے عنوان سے شائع ہوا تھا اس سلسلہ میں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی اپنے ایک والانامہ میں لکھتے ہیں

"برہان کا اپریل نمبر کل پڑھنے کا موقع ملا۔ مضمون "مثنوی رومی" میں متعدد خامیاں ہیں صرف چند کی مختصر نشاندہی کئے دیتا ہوں

(۱) ص ۲۴۰۔ من ز قرآں الخ۔ صحیح شعر یوں ہے

ما ز قرآں بر گزیدیم مغز را — پوست را پیش سگاں انداختیم

شعر مثنوی کا نہیں غزل کا ہے۔ پوری غزل ۱۳ شعر کی کلیاتِ شمس تبریز (نول کشور) ص۵۲۶ پر چھپی ہوئی موجود ہے، اور شمس تبریز کا کلام مولانا ہی کا سمجھا گیا ہے۔ دورِ مثنوی سے قبل کا۔ دو شعر اسی غزل کے اور سن لیجئے ؎

ما دل اندر راہِ جاناں باختیم — غلغلہ اندر جہاں انداختیم

جبّہ و دستار و علم و قیل و قال — جملہ در آبِ رواں انداختیم

(۲) ص ۲۴۳ چوں صحابہ الخ و ص ۲۴۵ ایں کلام صوفیاں الخ وغیرہ بے شک یہ شعر ایک غالی شیعہ شاعر کے ہیں لیکن مصنف اور کتاب دونوں کے نام غلط درج ہوئے ہیں۔ بہاء الدین عاملی (نہ کہ آملی) شیعیت کے باوجود صوفی تھے اور ان کی مختصر مثنوی "نان و حلوا" ٹھیک مولانا رومی کے رنگ میں ہے۔ مشہور شعر "باز گو از نجد و از یاران نجد" اسی مثنوی کا ہے اور مولانا کا ذکر بھی اس میں بڑی عقیدت سے موجود ہے۔ وہ بیہودہ اشعار مفتی محمد عباس لکھنوی کی مثنوی "من و سلوی" کے ہیں۔ یہ حضرت حال میں گذرے ہیں۔ یعنی غالب کے معاصر تھے ایک اور شعر بھی ان کا اسی رنگ کا سن لیجئے

در تصوف می شود شیریں کلام — زانکہ باشد در گنہ لذت تمام

لکھنؤ کے شیعہ حلقوں میں ادیب بے عدیل اور شاعر بے مثال سمجھے جاتے ہیں۔